

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

(۱۳)

ایمان

۳۔ ایمان بالکتاب

اسلام کی اصطلاح میں "کتاب" سے مراد وہ کتاب ہے جو بندوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کی طرف سے نازل پر نازل کی جاتی ہے اس مفہوم کے لحاظ سے کتاب کو یا اسی پیغام کا سرکاری بیان (Official Islamic Version) اصطلاح کے مطابق "ابھی کلام" ہے، جسے لوگوں تک پہنچانے، اور جس کی تفسیر و تشریح کرنے، اور جس کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے پیغمبر دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اس بحث کا موقع نہیں کہ "کتاب" کس معنی میں اللہ کا کلام ہے، اور اس کے کلام اللہ ہونے کی کیفیت کیا ہے؟ یہ خاص آیت کی بحث ہے جس کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم کو اس پر صرف اس پہلو سے نظر ڈالنی ہے کہ تہذیب اسلامی کی تاسیس میں ایمان بالکتاب کا کیا حصہ ہے؟ اور اس کے لئے صرف آتنا جان لینا کافی ہے کہ پیغمبر کے ذریعہ سے جو تعلیم بندوں کو دینی مقصود ہے اس کے اصول اور اہم بات مسائل، خاص خدا کی طرف سے پیغمبر کے دل پر القا ہوتے ہیں، اس کے الفاظ اور معانی دونوں میں پیغمبر کی اپنی عقل و فکر اس کے ارادے اور اس کی خواہش کا ذرہ برابر دخل نہیں ہوتا، اس لئے وہ لفظاً اور معنی خدا کا کلام ہوتا ہے نہ کہ پیغمبر کی تصنیف۔ پیغمبر اس کلام کو ایک امانت دار قاصد کی حیثیت سے خدا کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر خدا کی عطا کی ہوئی بصیرت سے اس کے معانی اور مطالب کی تشریح کرتے ہیں، انہی اصولوں پر اخلاق، معاشرت، تہذیب اور تمدن کا نظام قائم کرتا ہے، اپنی تعلیم و تلقین اور اپنی پاکیزہ سیرت سے لوگوں

کے خیالات، رجحانات اور افکار میں ایک انقلاب برپا کرتا ہے، تقویٰ و طہارت، پاکیزگی نفس اور حسن عمل کی روح ان میں پھونکتا ہے، جو صداقت پسند، اور حق پرست لوگ اس کی پیروی اختیار کرتے ہیں، ان کو وہ اپنی تربیت اور عملی رہنمائی میں اس طور منظم کرتا ہے کہ ان سے ایک نئی سوسائٹی نئی ذہنیت نئے افکار و خیالات، نئے آداب و اطوار، اور نئے آئین و قوانین کے ساتھ وجود میں آتی ہے پھر وہ ان میں اللہ کی کتاب اور اس کے ساتھ اپنی تعلیم، اور اپنی پاکیزہ سیرت کے آثار چھوڑ جاتا ہے جو ہمیشہ اس جماعت اور اس کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتے ہیں۔

رسالت اور کتاب کا تعلق | رسالت اور کتاب دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں دونوں

ایک ہی ازبانی کے اجزاء، اور ایک ہی مقصد، اور ایک ہی دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں۔ وہی اللہ کا علم اور اس کی حکمت رسول کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی جس پیام کا لفظی بیان کتاب ہے، اسی کا عملی نمونہ رسول کی زندگی ہے۔

انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو علم کے ساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہوتی ہے جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھادے، اور اس کا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشا ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ سے ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکیگی کہ تنہا کسی کتاب نے، انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت، اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو۔ جن رہنماؤں نے قوموں کے افکار و اعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے، اور صرف ان کی تعلیمات اور ان کے اصول کسی کتاب کی شکل میں شائع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کوئی راز داں یہ دعویٰ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہوا ہو، یا سینوں میں محفوظ ہو۔ رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بنیاد رکھتا ہے، وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے، اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں، جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی ان کے تبعین گمراہی میں پڑ گئے، ان کی بنائی ہوئی امت ہر قسم کے اعتقادی، فکری، علمی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی، او کوئی ایسی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جا سکیں جن پر ابتداً اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوعِ ثبی کی ہدایت کا ذمہ لیا، تو اس کے لئے رسالت اور نازل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا۔ ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا، تاکہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کر دیں اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتاب میں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہوتا۔

چراغ اور رہنما کی قرآنی مثال رسالت اور کتاب کے اس تعلق کو قرآن مجید ایک تمثیلی بیان میں بیان کرتا ہے۔ اس نے حجۃ حجۃ رسول کو رہنما اور بدرقہ سے تشبیہ دی ہے جس کا کام گمراہوں کو

سیدارستہ بنانا ہے، مثلاً وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْتَدُونَ يَا سِرِفَا (۵: ۲۱) وَإِكْلِ قَوْمِ هَادٍ (۱۱: ۱۳) فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۳: ۱۹) وَأَهْدِيكَ إِلَى رَبِّكَ فَخُشِّي

دوسری طرف وہ کتاب کو "فوز" اور "ضیاء" اور "بربان" اور "فرقان" اور "میز" اور "میں" کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے، مثلاً وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ (۱۹: ۱۹) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً (۲۱: ۲۱) قَدْ جَاءَ كُفْرًا اللَّهُ نُورًا وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۵: ۳) قَدْ جَاءَ كُفْرًا بَرْهَانَ مِنْ رَبِّكُمْ (۴: ۲۴) یہ تشبیہات محض شاعری نہیں ہیں، بلکہ ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ معمولی انسان کو فطری عقل اور اکتسابی علم سے اتنی روشنی اور رہنمائی حاصل نہیں ہوتی جس سے وہ حق کی سیدھی راہ پر چل سکے۔ اس اجنبی اور اندھیری منزل میں اس کو ایک ایسے غیر معمولی رہنما کی ضرورت ہے جو اس منزل کی رسم و راہ سے واقف ہو اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چراغ بھی ہو، تاکہ وہ اسے لئے ہوئے قدم قدم پر بتاتا چلے کہ یہاں گڑھا ہے، یہاں قدم پھسلتا ہے، یہاں کانٹے اور جھاڑیاں ہیں، یہاں سے دوسرے ٹیڑھے اور غلط راستے نکلتے ہیں، اور اس کے پیچھے چلنے والا انسان خود بھی اس چراغ کی روشنی میں راہ کے نشانات کو دیکھ کر، سیدھی راہ کی علامت کو پہچان کر، ٹیڑھے راستوں کے موڑوں اور بکھڑوں سے واقف ہو کر، علیٰ وجہ البصیرت اس کا اقتدار کے رات کے اندھیرے میں رہنا اور چراغ کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے وہی تعلق بول اور کتاب میں بھی ہے۔ اگر ہم رہنما کے ہاتھ سے چراغ چھین لیں اور خود اس کو لے کر چلنے لگیں تو راستے میں ہم کو بہت سے ایسے ترپے، چوراہے اور مشابہ راستے ملیں گے جہاں ہم کو یا تو حیران و پریشان ہو کر ٹھیر جانا ہوگا، یا ہم اس چراغ کی روشنی میں کسی غلط راستے پر چلنے لگیں گے، کیونکہ محض چراغ کا وجود انسان کو رہنما سے بے نیاز نہیں کرتا۔

لَهُ آيَةٌ يُفِضُ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ (۲: ۲۳) میں نبی اور با توں کے ایک اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ انسان کو زمین اتارنے وقت فرمایا گیا تھا کہ تَمَامًا يَا بَنِي آدَمَ هَبْطُوا ظُهُورَكُمْ لِلدِّعْوَةِ إِلَى اللَّهِ فَخَلُّوا سُبُلَهُ وَلَا يَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ شِقَاقِ الْبَشَرِ (۲: ۲۰) اس لئے جو لوگ خدا کے پیچھے ہوئے ہادی کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر، اور اس تعلق کو جو خدا نے رسالت اور کتاب کے درمیان قائم کیا ہے قطع کر کے کتاب اللہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور کتاب بنیسا وجود میسر ہونے کے انکو سیدھا راستہ نہیں بتاتی۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ - (۱:۱۴)

کتاب جس کو ہم نے تیری طرف اتارا تاکہ تو لوگوں کو
تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا
نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۶:۱۱۶)

اور ہم نے تجھ پر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ تو لوگوں کے لئے
اس ہدایت کو واضح کر دے جو ان کی طرف اتاری گئی ہے
شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔

پھر ایک بلخ انداز میں قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ مادی جسمانی عالم میں چراغ اور رہنما کے درمیان
جو مغائرت ہے وہ عالم حقیقت میں رسول اور کتاب کے درمیان نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان
ایک اتحادی رشتہ ہے چنانچہ بعض جگہ جس چیز سے کتاب کو تشبیہ دی گئی ہے، اسی چیز سے کسی دوسری جگہ رسول
کو بھی تشبیہ دی گئی ہے اور اسی طرح اس کے برعکس آیہ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنشِرًا
ذَكِّيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا (۲۳:۱) میں رسول کو چراغ روشن کہا ہے
اور آیہ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (۱:۱) میں کتاب کو رہنما کہا گیا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور رسول کا تعلق حقیقتاً ناقابل انقطاع ہے انسان کو ہدایت کیلئے

دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔ اسلام جس فکری و عملی نظام اور جس تہذیب و تمدن کو قائم کرنا چاہتا ہے۔
اس کے قیام و استحکام اور اس کے دائماً اپنی صحیح شکل میں رہنے کے لئے اگر زیر ہے کہ ہمیشہ رسالت اور کتاب
دونوں کے ساتھ اس کا تعلق برقرار رہے۔ اسی شدید ضرورت کی بنا پر رسالت اور کتاب دونوں کو الگ
الگ مستقل اجزائے ایمان قرار دیا گیا، اور ہر ایک پر ایمان لانے کی بار بار تاکید کی گئی۔ اگر تاکید مقصود نہ
ہوتی تو ایسا کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ رسول کی تصدیق اس کی لائی ہوئی کتاب کی تصدیق کو تضمن ہے
اور کتاب کی تصدیق اس کے لئے والے کی تصدیق کو۔

تمام کتب اسمانی پر ایمان | جہاں تک ایمان کا تعلق ہے، اسلام ان تمام کتابوں کو ماننے کا حکم

دیتا ہے جو خدا کی طرف سے اس کے رسول پر نازل کی گئی ہیں مسلمان ہونے کے لیے جس طرح تمام رسول اور نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن میں بار بار کہا گیا ہے:-

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۱:۲)۔
اور پرہیزگار۔ وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی تھیں۔

كُلُّ آيَةٍ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ (۲:۲)۔
رسول اور سب سے من ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں کے

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (۱:۳)۔
اللہ نے تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اتاری جو تصدیق کرتی ہے ان تمام کتابوں کی جو اس کے آگے آچکی ہیں

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْآسَافِطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (۹:۳)۔
کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہم پر اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتاری گئی تھیں اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دی گئی تھیں ہم ان میں سے کسی کے درمیان

تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کو ماننے والے ہیں۔

الَّذِينَ لَدُّوا بِالْكِتَابِ وَمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلًا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ إِذَا الْأَعْلَافُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَاسْتَسْلِمُونَ فِي

جن لوگوں نے اس کتاب اور ان کتابوں کو جھٹلایا جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا ان کو غمگین کیا اس کا انجام معلوم ہو جائے گا جب طوق و سلاسل

الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ (۳۰: ۸)۔ ان کی گردن میں پڑے ہوں گے اور وہ کھولتے ہوئے

پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا

مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ

بِالْقِسْطِ (۵: ۳) تاکہ لوگ حق پر قائم ہوں۔

اس اجمالی بیان کے ساتھ بعض کتابوں کے نام لے کر بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا

ہے اور ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے مثلاً تورات کو ہدایت، نور، فرقان، ضیاء، امام اور حجت

کہا گیا ہے (۲۸: ۵-۵: ۶-۲۱: ۴-۲۶: ۲) اور انجیل کو بھی ہدایت، نور اور موعظت کے الفاظ سے

تعبیر کیا گیا ہے (۵: ۴) پس یہ بات اسلام کے اصول میں سے ہے کہ جن کتابوں کا ذکر تصریح کے ساتھ قرآن

میں کیا گیا ہے ان پر صراحتاً اور جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے ان پر اجمالی ایمان لایا جائے اسلامی اعتقاد

کے مطابق دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ کے رسول، اس کی طرف سے کتابیں لے کر نہ آئے ہوں

اور جتنی کتابیں دنیا کے مختلف خطوں مختلف قوموں میں آئی ہیں، وہ سب ایک ہی سرچشمے کی نہریں، ایک ہی

آفتاب کی شعاعیں تھیں۔ سب اسی حق اور صداقت، اور ہدایت اور نور کے ساتھ آئی تھیں جس کا

نام ”اسلام“ ہے۔ اس لئے جو ”مسلم“ ہے وہ ان سب پر ایمان لانا ہے، اور جو ان میں کسی کی تکذیب کرتا ہے۔

وہ سب کی تکذیب اور وحقیقت اصل سرچشمے کی تکذیب کا مجرم ہے۔

صرف قرآن کا اتباع | لیکن ایمان کے بعد جہاں سے بالفعل اتباع کی سرحد شروع ہوتی ہے وہاں

دوسری کتابوں سے تعلق منقطع کر کے صرف قرآن کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں۔

اولاً کتب آسمانی میں سے بہت سی کتابیں تو اب معدوم ہیں، اور جو پائی جاتی ہیں ان میں قرآن

کے سوا کوئی کتاب اپنے اصل الفاظ اور معانی میں محفوظ نہیں ہے۔ کلام الہی کے ساتھ کلام انسانی لفظاً

اور معنی دونوں طرح شریک ہو گیا ہے۔ ہدایت کے ساتھ گمراہی جو خواہشات نفسانی کے اتباع کا لازمی نتیجہ ہے ان کتابوں میں مل جلی ہے، اور اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان میں حق کس قدر ہے اور باطل کس قدر یہی حال ان کتابوں کا بھی ہے جن مختلف ملتیں اپنے دین کا مدار رکھتی ہیں، اور جن کے آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جن میں منزل من اللہ ہونے کا خیال ہی سرے سے موجود نہیں بعض کے متعلق یہ تک پتہ نہیں چلتا کہ اگر وہ خدا کی طرف سے آئیں تو کن نبیوں کے پاس آئیں اور کس زمانے میں آئیں بعض کی زبانیں ایسی مردہ ہو چکی ہیں کہ آج ان کے صحیح معانی متعین کرنا مشکل ہے بعض میں انسانی خواہشات، اور غلط تخیلات و اوصاف کی صریح آمیزش معلوم ہوتی ہے بعض میں شرک، غیر اللہ کی پرستش، اور ایسے ہی دوسرے غلط عقاید اور اعمال کی صریح تعلیم موجود ہے جو کسی طرح حق نہیں ہو سکتی۔ ایسی کتابیں جن کا یہ حال ہو انسان کو صحیح علم اور صحیح روشنی نہیں دے سکتیں۔ انسان ان کا اتباع کر کے گمراہی سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔

ثانیاً قرآن کے سوا جن کتابیں اس وقت موجود ہیں، عام اس سے کہ آسمانی ہوں یا ان کے متعلق آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہو، ان کی تعلیمات اور ان کے احکام میں یا تو محدود نسلیت کا اثر نمایاں ہے، یا مخصوص زمانی حالات کا اقتضاء غالب۔ وہ ہر زمانے میں تمام نوع بشری کے لئے ہدایت و رہنمائی کا نہ کبھی ذریعہ بنی ہیں اور نہ بن سکتی ہیں۔

ثالثاً، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کتابوں میں سے ہر ایک میں ایسی تعلیمات موجود ہیں جو حق اور صدق ہیں، اور ان میں انسان کے اخلاق اور معاملات کی اصلاح کے لئے بعض اچھے اصول اور قوانین بھی موجود ہیں، لیکن ان میں کوئی ایک کتاب ایسی نہیں ہے جو تمام خیرات کی جامع ہو جس میں پورا حق ظاہر کر دیا گیا ہو، جو تنہا انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہو۔

قرآن مجید ان تینوں خامیوں سے پاک ہے۔

۱۔ وہ انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیش کیا تھا اور روزے سیکڑوں ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے ہر زمانے میں اس کو لفظ بہ لفظ یاد کیا ہے، لاکھوں کروڑوں آدمیوں نے روزانہ اس کی تلاوت کی ہے، ہمیشہ اس کے نسخے ضبط کتابت میں لائے جاتے رہے ہیں، اور کبھی اس کی عبارت میں ذرہ برابر اختلاف نہیں پایا گیا ہے۔ لہذا اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جو قرآن نبی عربی صلعم کی زبان سے سنا گیا تھا وہی آج دنیا میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس میں کبھی ایک لفظ کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ وہ عربی زبان میں اترا ہے جو زندہ زبان ہے۔ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے آج کروڑوں انسان موجود ہیں، اور آج تک اس زبان کا فصیح اور معیاری لٹریچر وہی ہے جو نزول قرآن کے وقت تھا۔ اس کے معانی اور مطالب معلوم کرنے میں انسان کے لئے وہ قہتیں نہیں ہیں جو مردہ زبانوں کی کتابوں کے سمجھنے پیش آتی ہیں۔

۳۔ وہ سراسر حق، اور از اول تا آخر آہنی تعلیمات سے لبریز ہے۔ اس میں کہیں انسانی جذبات، انسانی خواہشات قومی یا طائفی خود غرضیوں اور جاہلانہ گمراہیوں کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

۴۔ اس میں تمام نوع بشری کو خطاب کیا گیا ہے، اور ایسے عقائد، اصول اخلاق اور قوانین عمل پیش کئے گئے ہیں جو کسی ملک و قوم اور کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ اس کی تعلیم عالمگیر بھی ہے۔ اور جاودانی بھی۔

۵۔ اس کے اندر ان تمام حقایق و معارف اور خیرات و صالحات کو جمع کر دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں بیان کئے گئے تھے کسی مذہب کی کتاب سے ایسی کوئی بات نکال نہیں بتائی جاسکتی جو حق اور نیکی ہو، اور قرآن اس کے ذکر سے خالی ہو۔ ایسی جامع کتاب کی موجودگی میں انسان آپ سے آپ دوسری تمام کتابوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۶۔ وہ آسمانی ہدایات اور انہی تعلیمات کا جدید ترین مجموعہ (Latest edition)

بے بعض ہدایات جو پچھلی کتابوں میں مخصوص حالات کے تحت دی گئی تھیں وہ ایسے سے نکال دی گئیں اور بہت سی نئی تعلیمات جو پچھلی کتابوں میں تھیں، اس میں اضافہ کر دی گئیں۔ لہذا جو شخص آیا اور اجساد کا نہیں بلکہ فی الواقع خدائی ہدایت کا پیرو ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اسی آخری اور جدید ایڈیشن کا اتباع کرے نہ کہ پرانے ایڈیشنوں کا۔

یہی وجہ ہے جن کی بنا پر اسلام نے تمام کتابوں سے اتباع کا تعلق منقطع کر کے صرف قرآن کو قبول قرار دیا ہے اور تمام دنیا کو دعوت دی ہے کہ وہ اسی ایک کتاب کو اپنا دستور العمل بنائے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَدَّبَكَ اللَّهُ (۲: ۱۵)

تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس علم حق کے ساتھ فیصلہ کرے جو خدا نے تجھے دیا ہے۔

پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی مدد اور حمایت کی اور اس نورا کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ
وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۲: ۱۹)

اور یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کو بھی قرآن پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کی دعوت دی گئی ہے جن کے پاس پہلے سے کوئی آسمانی کتاب موجود ہے۔ چنانچہ بار بار قرآن میں حکم دیا جاتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا أَنْزَلْنَا مِصْرًا قَالًا مَعَكُمْ (۲: ۲۴)

اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہے، ایمان لاؤ اس کتاب (قرآن) پر جسے ہم نے اتارا ہے اور جو ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا

اے کتاب والو! تمہارے پاس ہمارا رسل آگیا ہے

يَبْتِنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ
 انْكِتَابٍ وَيُقْفُوَ عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ
 مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي
 بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ
 وَيُخْرِجُهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
 بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ
 مُسْتَقِيمٍ - (۳: ۵)

جو تمہارے لئے ان بہت سے چیزوں کو ظاہر کرتا ہے
 جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے، اور بہت سی
 چیزوں سے معاف بھی کر دیتا ہے۔ تمہارے پاس
 اللہ کی طرف سے روشنی اور رکھول کر بیان کرتے والی
 کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں
 کو سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت بخشتا ہے جو اس
 کی خوشنودی کا اتباع کرتے ہیں، اور وہ اس کے

حکم سے ان کو ناریجیوں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے
 وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ لَيُبَيِّنَنَّ وَ مَا
 يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ (۱۲: ۲)

اور ہم نے تیری طرف واضح اور کھلی جوی آیتیں اتاری
 ہیں اور ان کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو فاسق
 ہیں۔

قرآن کے متعلق تفصیلی عقیدہ

علمی زندگی کے لئے واجب الاتباع قانون قرار کیا گیا ہو، اس کی پیروی اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی
 جب تک کہ انسان اس کے صحیح اور برحق ہونے اور غلطیوں سے محفوظ ہونے کا پورا پورا یقین نہ رکھتا ہو۔
 یونہی اگر اس کی صحت کے متعلق کسی قسم کے شک نے، اہ پالی تو اس کتاب پر سے اطمینان اٹھ جائیگا اور
 پھر محبتِ فاطمہ کیساتھ اس کی پیروی نہ کی جاسکے گی۔ اس ضرورت کی نیا پراجا ان بالقرآن کے لازمی
 اجزاء حسب ذیل ہیں جن کو قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن جس عبارت میں اترتا تھا اسی عبارت میں محفوظ ہے کسی قسم کی کمی بیشی اس میں نہیں ہوئی

اس پر حسب ذیل آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأَهُ

فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (۱۱:۷۵) ہم اسے پڑھیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو پھر اس کے معانی کو سمجھا دینا بھی ہمارا کام ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ - (۸۷) ہم تم کو ایسا پڑھائیں گے کہ تم بھولنے نہ پاؤ گے، بجز اس کے جسے خدا بھلانا چاہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۱۱:۱۵) اس ذکر (قرآن) کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَآتِلْ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ (۴:۱۸) تیری طرف تیرے رب کی کتاب سے جو کچھ وحی کیا گیا ہے اس کی تلاوت کر، اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

۲۔ قرآن کی نازل میں کسی شیطانی قوت کا ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔

فَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطَانُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَخْرُؤُونَ - (۱۱:۲۶) اس کو لے کر شیطان نہیں اترے ہیں، نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے۔ نہ وہ اس کو کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو وحی کے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں۔

۳۔ قرآن میں خوردبینی کی خواہش کا بھی کوئی دخل نہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۱:۵۳) وہ اپنے دل کی خواہش سے نہیں بول رہا ہے بلکہ یہ جو کچھ ہے جو اس پر اتاری جاتی ہے۔

۴۔ قرآن میں باطل کو ہرگز کوئی راہ نہیں ملی۔

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِن خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّكَ حَكِيمٌ حَمِيدٌ (۵:۴۱) یقیناً یہ ایک محفوظ و مضبوط کتاب ہے، باطل نہ آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم اور سزاوار حمد ستی کی اتاری ہوئی ہے۔

۵۔ قرآن سراسر حق ہے گمان اور اندازہ کی بنا پر نہیں بلکہ علم کی بنا پر آمارا گیا ہے، اس میں

کبھی اور شہرہ نہیں، ٹیک ٹھیک سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وَيُرِي الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ
اور جو لوگ عالم رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو جو تیری طرف

اِيْنِكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ وَيَمْدِي إِلَى
تیرے رب کے پاس آتا رہی گئی ہے۔ بے سمجھتے ہیں کہ وہی

صِرَاطٍ اقْرَبُ مِنَ الْحَمِيْدِ - (۱:۳۴)
حق ہے اور خدا کے عزیز و حمید کے راستہ کی طرف، ہر ایک

وَاِنَّهُ لَحَقُّ الْبَقِيْنِ (۲:۶۹)
اور بلاشبہ وہ یقینی حق ہے۔

وَلَقَدْ جِئْتُم بِكِتَابٍ فَصَّ لَهُ لَعَلَّ يُعْذِرُ
اور ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں

هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ (۶:۶)
جس کو ہم نے علم کی بنا پر مومنوں کے لئے افضل کتاب

اور رحمت بنا لیا ہے۔

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ
اے محمد کہہ دو کہ یہ کتاب اس نے آماری ہے جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ (۱:۲۵)
اور زمین کے سب راز جانتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (۱:۲)
یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی بات شک کی بنا پر نہیں

کہی گئی ہے۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَّآءِ عِوَجًا - فَيَمَّا (۱:۱۸)
اور خدا نے اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ وہ بالکل

وَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ لَنُذِرْكَ بِهِ وَلٰكِن لِّتَذَكَّرَ
بے شک یہ قرآن وہی راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے

اَقْوَمَ (۱:۱۷)

۶۔ قرآن کے انکلام اور اس کی تعلیمات میں رد و بدل کا حق کسی کو حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی نہیں ہے۔

قُلْ مَبْدُؤُنِيْ اَنْ اَبْدِكَ مِنْ تِلْقَايَ
اے محمد کہہ دو کہ میں اس کتاب کو اپنی طرف سے بدلتے

نَفْسِيْ اِنْ اَشِيعُ اِلَّا مَا يُوحَىٰ اِلَيَّ اِنِّيْ اَخْشَى
حق نہیں رکھتا میں تو صرف اسی وحی کا اتباع کرتا ہوں

اِنَّ عَصِيَّتَ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۲۰:۱۰) جو میری طرف آماری جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈبہ۔

۴۔ جو چیز قرآن کے خلاف ہے وہ ہرگز قابل تسلیم اور قابل اتباع نہیں ہے۔

اَتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے آمارا
مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَاءَ (۱:۴) گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کو چھوڑ کر اپنے مددگاروں
کی پیروی نہ کرو۔

یہ قرآن مجید کے متعلق اسلام کا تفسیلی عقیدہ ہے اور اس کے ہر جز پر اعتقاد رکھنا لازم ہے جس کے عقیدہ میں کسی جز کی کمی ہوگی وہ قرآن کا صحیح اور کامل اتباع نہ کر سکے گا، اور اس راہ راست سے ہٹ جائے گا۔ جس کا نام اسلام ہے۔

جامعہ اسلامی کا نصاب بنیاد اور ایک رسول پر ایمان، اسی کا اتباع اسی کے بنائے ہوئے سچے ہیں
ذہنیاتوں کا ڈھل جانا، اسی ایک منبع سے تمام اعتقادات، عبادات، اخلاق و معاملات، اور جملہ
مدنی قوانین کا ماخوذ ہونا، اور اسی ایمان، اطاعت اور اتباع کے رشتے میں تمام پیروان اسلام ہر ملک
ہوئے، اسلام کو ایک مستقل تہذیب اور مسلمانوں کو ہر قسم کے نسلی، لسانی، لونی اور جغرافیائی اختلافات کے باوجود
ایک قوم بناتا ہے، علم و عقل، تحقیق و اجتہاد، نقطہ نظر اور رجحان طبع کے فطری اختلاف سے یہ ممکن ہے کہ
آیات قرآنی اور سنت نبوی سے مسائل کے استنباط، اور ان کے مفہوم اور مقصود کے سمجھنے میں اختلاف
واقع ہو جائے، لیکن ایسا اختلاف محض جزئی اور فرعی اختلاف ہے، اور یہ ان مختلف فقہی اور کلامی
مذہب کو الگ الگ دین اور ان کے ماننے والوں کو جدا جدا قومیں نہیں بناتا۔ اصل چیز جس پر ملت
اسلام کی بنا قائم ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول خدا ہونے کے واحد مقتدا، اور قرآن کو
بحیثیت کتاب الہی ہونے کے واحد کتاب آئین تسلیم کرنا، اور اسی سرچشمے کو جملہ عقاید اور قوانین کا

ماخذ قرار دینا ہے۔ اس اصل میں جو لوگ متفق ہیں وہ سب ایک قوم ہیں خواہ ان کے درمیان فرعی امور میں کتنا ہی اختلاف ہو۔ اور اس اصل سے جو لوگ اختلاف رکھتے ہیں، وہ سب اسلام کی نظر میں ایک دوسری قوم ہیں، خواہ وہ خود آپس میں کتنی ہی مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے ہوں۔

قرآن وراصل ان تمام امور کا جامع ہے جن پر اسلام کی بنا قائم ہے؛ جو قرآن پر ایمان لایا، وہ گویا خدا اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں، اور یوم آخر پر بھی ایمان لے آیا، کیونکہ یہ تمام ایمانیات اپنی تفصیلات کے ساتھ قرآن میں موجود ہیں، اور ایمان بالقرآن کے راست اور درست ہونے کا یقینی ثمرہ یہی ہے کہ انسان کو پورا ایمان حاصل ہو جائے۔ اسی طرح قرآن میں شریعت اسلام کے تمام اصول اور اساسی قوانین بھی مندرج ہیں، جن کو صاحب شریعت علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے عمل سے وضع اور شرح کر دیا ہے۔ لہذا جو شخص صحیح ایمان کے ساتھ قرآن اور سنت رسول کو اپنی زندگی کے تمام مسائل میں واجب الاتباع قانون قرار دیتا ہے، وہ یقیناً اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے مسلمان ہے اسی ایمان اور اتباع کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔ جہاں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں گی وہاں اسلام بھی ہوگا اور جہاں یہ نہ ہوں گی، وہاں اسلام بھی نہ ہوگا۔ (باقی۔)